**العصر ریسرچ جرنل**

**AL-ASR Research Journal**

Publisher: Al-Asr Research Centre, Punjab Pakistan
E-ISSN 2708-2566 P-ISSN2708-8786
Vol.02, Issue 03 (July-September) 2022
https://alasr.com.pk/ojs3308/index.php/alasar/index
HEC Category “Y”

## Title Detail

Urdu/Arabic: زمانہ قبل از نبوت محمدیہ میں دین ابراہیمی کے پیروکار؛"الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ"کی روشنی میں خصوصی مطالعہ

English: **Followers of The Abrahamic Religion before Prophet Muhammad; A Study in The Light of “AL-ISĀBA FĪ TAM’YĪZ AS-SAḤĀBAH”**

## Author Detail

**1. Hafiz Muhammad Asif Javeed**
Ph.D Scholar
Department of Islamic Thought History & Culture
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Email: abcfarsi@gmail.com

**2. Prof. Dr. Ali Asghar Chishti**
Faculty of Arabic & Islamic Studies
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Email: abcfarsi@gmail.com

How to cite:
Hafiz Muhammad Asif Javeed, and Prof. Dr. Ali Asghar Chishti. 2022. “ زمانہ قبل از نبوت محمدیہ میں دین ابراہیمی کے پیروکار؛ ‘الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ’ کی روشنی میں خصوصی مطالعہ”. AL- ASAR Islamic Research Journal 2 (3). https://alasr.com.pk/ojs3308/index.php/alasar/article/view/25.

Copyright Notice: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 3.0 License.

# زمانہ قبل از نبوت محمدیہ میں دین ابراہیمی کے پیروکار؛
# "الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ" کی روشنی میں خصوصی مطالعہ

**Followers of The Abrahamic Religion before Prophet Muhammad;**
**A Study in The Light of "AL-ISĀBA FĪ TAM'YĪZ AS-SAḤĀBAH"**

**1. Hafiz Muhammad Asif Javeed**
Ph.D Scholar, Department of Islamic Thought History & Culture
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Email: abcfarsi@gmail.com

**2. Prof. Dr. Ali Asghar Chishti**
Faculty of Arabic & Islamic Studies
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Email: abcfarsi@gmail.com

## Abstract

"AL-ISĀBA FĪ TAM'YĪZ AS-SAḤĀBAH" is a remarkable book written by Imām Ibn Ḥajar Al-'Asqalānī. He devoted forty years of his life for the compilation of this masterpiece. This book consists of the study of biographies of the companions of Prophet Muhammad (S.A.W). A large number of companions lived a part of their life in the age of ignorance. The memoirs of these people include a numerous detail about the history before the time of Prophet Muhammad (S.A.W).

While studying the Sirah, it is inevitable to know the history before the time of Prophet Muhammad and the religions of that time. The most followed religion of Arabs was Dīn Ibrāhīmī, the Abrahamic religion which has a significance in understanding the Sīrah of Prophet Muhammad (S.A.W).

This article describes the customs, traditions, culture, civilization and beliefs under the biographies of the people following the Abrahamic religion with special reference to the writings of Imām Ibn Ḥajar al-'Asqalānī in AL-ISĀBA FĪ TAM'YĪZ AS-SAḤĀBAH". This study concludes that the Prophet Muhammad (S.A.W) reviewed, revived and renewed Dīn Ibrāhīmī which was neglected by the followers. The study contains some prominent followers of the Abrahamic religion in that time like Za'id bin 'Amr bin Nufa'il and Quss Ibn Sa'ida, etc in light of AL-ISĀBA FĪ TAM'YĪZ AS-SAḤĀBAH".

**Key Words:** ibne hajar, asqalani, al isabah, al isabah fi tmiyiz alsahabah, zaid bin amr bin nufail, quss bin saida, din ibrahimi, Abrahamic religion, الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ, الاصابة في تمييز الصحابة

## دین ابراہیمی

اللہ تعالی نے متعدد مقامات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کو ملت ابراہیمی کی اتباع کا حکم دیا گیا اور مشرکین اور یہود و نصاریٰ کو بھی دعوت دی گئی ہے کہ ملت ابراہیمی کی پیروی اختیار کریں۔ مندرجہ ذیل آیات اس امر پر شاھد ہیں۔

ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ[1]

پھر ہم نے تمھاری طرف وحی کی کہ ملت ابراہیم کی پیروی کرو جو بالکل یکسو تھا اور مشرکوں میں سے نہیں تھا۔"

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ[2]

"کہہ دو کہ بے شک میرے رب نے مجھے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے۔ ایسا دین جو بالکل راست ہے، یعنی ابراہیم کی ملت جو بالکل یکسو تھا اور شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھا۔"

یہی دعوت اس اسلوب میں پیش کی گئی ہے:

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰھمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَه وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا وَاِنَّه فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ[3]

"اور کون ہے جو ابراہیم کی ملت سے منہ موڑے گا، سوائے اس کے جو خود کو حماقت میں مبتلا رکھے۔ اور یقیناً ہم نے اس کو دنیا میں بھی (ایک خاص مقام کے لیے) چن لیا اور بے شک آخرت میں بھی وہ اللہ کے نیک بندوں میں شامل ہو گا۔"

اسی نوع کی بہت ساری آیات ہیں جن میں یہ ہدایت مختلف انداز سے دی گئی ہے۔ اس ہدایت کی نوعیت اور تفصیلات سے متعلق امت کے اہل علم میں مختلف زاویہ ہائے نظر پائے جاتے ہیں۔ ایک نقطہ نظر یہ ہے کہ اس سے مراد عقیدۂ توحید اور خدا کی کامل اطاعت مراد ہے عملی احکام اور شریعت مراد نہیں علامہ آلوسی، امین احسن اصلاحی، مولانا مودودی[4] اور امام رازی کا موقف بھی یہی ہے۔[5] البتہ شریعت ابراہیمی کے بہت سے احکام جو ملت ابراہیمی کی روایت میں پہلے سے موجود تھے، انھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں برقرار رکھا گیا ہے اس پر اہل علم کا اتفاق ہے۔[6] البتہ امام رازی کا زاویۂ نظر اس حوالے سے عام مفسرین سے کچھ مختلف ہے اور ان کا خیال یہ ہے کہ ملت ابراہیمی کی پیروی، تقلید کی ایک صورت ہے جو فروعی احکام میں تو جائز ہے، لیکن اعتقادی امور میں جائز نہیں۔ چونکہ قرآن مجید میں توحید کے اثبات اور شرک کی نفی قطعی عقلی دلائل کی

بنیاد پر کی گئی ہے، اس لیے یہ بات باعث اشکال ہے کہ اس معاملے میں کسی پیغمبر کی تقلید کی دعوت کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ اس اشکال کے پیش نظر رازی نے مختلف آیات میں ملت ابراہیمی کی اتباع کی دعوت کو مختلف معنوں پر محمول کیا ہے۔[7]

اس بارے میں دوسرا نقطۂ نظر ابو بکر الجصاص اور دیگر حنفی اصولیین اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ملت ابراہیمی کی اتباع پر عبوری طور پر مامور تھے اور آپ کی شریعت دراصل ملت ابراہیمی اور اس کے ساتھ کچھ مزید احکام پر مشتمل ہے۔ تاہم وہ اس ہدایت کو استصحاب کے اصول کے تحت ایک عبوری نوعیت کی ہدایت تصور کرتے ہیں۔[8]

تیسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، عقائد واحکام، دونوں میں ملت ابراہیمی کی اتباع پر مامور تھے، البتہ اس سے وہ احکام مستثنیٰ ہیں جن کو آپ کی شریعت میں منسوخ کر دیا گیا ہو[9] امام بغوی[10]، ابن الجوزی[11]، ابن قیم[12]، ابن حزم[13]، امام طبری[14] وغیرہ اور متاخرین میں سے شاہ ولی اللہ اور ان کے فرزند شاہ عبد العزیز شامل ہیں۔[15]

دین ابراہیمی کا تاریخی استناد و تسلسل زمانہ قبل از نبوت میں کیا تھا؟ اور اس وقت دین ابراہیمی کے ماننے والوں کیا حالات تھے؟ اور ان کے عقائد اور رسوم ورواج کیا تھے؟ اور اس وقت کون سے احکامات اور شریعت تھی جس پر دین ابراہیمی کے پیروکار عمل کر رہے تھے اور اس کی مجموعی اور جزوی تفصیلات کیا تھیں۔ مذکورہ آرٹیکل میں "الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ" کے حوالے سے ان سوالات کے جوابات تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بعثت نبوی سے قبل عرب میں متعدد مذاہب تھے اور بہت سے عرب انفرادی سطح پر اللہ کی عبادت، توحید اور دینِ ابراہیمی کے شعائر پر قائم تھے اور اجتماعی سطح پر بھی کچھ رسوم وعبادات میں دینِ ابراہیمی کی جھلک نظر آتی تھی۔ اس کی متعدد مثالیں الاصابۃ میں ملتی ہیں۔

### امیۃ بن الصلت

اس کی ''الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ'' میں ایک مثال امیۃ بن الصلت کی ہے۔ اس کے بعض اشعار سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''امیۃ مسلمان ہونے ہی والا تھا۔''[16] پھر عکرمہ کی حدیث جو عبد اللہ بن عباس عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے امیہ کا قول سن کر کہا:

زحل وثور تحت رجل يمينه والنسر الاخرى وليث مرصد

زحل اور ثور اس کے دائیں پاؤں تلے ہیں اور نسر دوسرے پاؤں تلے جبکہ لیث انتظار میں ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ سچ ہے اور حاملین عرش کی یہی صفت ہے۔[17] ابوعبیدہ کے بقول عرب کی اس امر پر اتفاق ہے کہ امیہ ثقیف کا بڑا شاعر ہے۔ زبیر بن بکار نے کہا مجھے میرے چچا نے بتایا کہ امیہ نے جاہلیت میں ایک کتاب دیکھ کر پڑھی، اونی لباس پہنا اور سب سے پہلے ابراہیم

واسماعیل علیہما السلام اور دین حنیف کی یاد میں عبادت کی۔ شراب کو حرام کہا اور بتوں سے دور رہا کیونکہ اس نے کتاب میں پڑھا تھا کہ حجاز میں ایک نبی مبعوث ہوگا اس کا اپنے بارے میں نبی ہونے کا خیال تھا، لیکن جب آپ ﷺ کو نبوت سے سرفراز کیا گیا تو وہ اپنے حسد کی وجہ سے ایمان نہ لایا۔ طبرانی کبیر میں ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تجارت کی غرض سے نکلا، ان میں امیہ ابی الصلت بھی تھا پھر وہ قصہ ذکر کیا جس میں امیہ نے کہا کہ حجاز میں قریش کا ایک نبی مبعوث ہوگا۔ پہلے وہ یہ سمجھتا تھا کہ وہ ہی یہ نبی ہے یہاں تک کہ اسے اس بات کا علم ہوگیا کہ وہ قریش سے ہوگا اور وہ چالیس سال کے اختتام پر رونما ہوگا اس نے عتبہ بن ربیعہ سے پوچھا، اس نے کہا: اس سے تمہاری عمر بڑھ گئی ہے۔ فرماتے ہیں جب میں مکہ واپس آیا تو دیکھا کہ نبی مبعوث ہو چکے ہیں۔ پھر جب امیہ سے دوبارہ ملاقات ہوئی تو اس نے مجھ سے کہا کہ اس کی پیروی کرلو وہ حق پر ہے۔ میں نے کہا کہ تمہارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ مجھے ثقیف کی بچیوں سے شرم آتی ہے کیونکہ میں ان سے کہہ چکا ہوں کہ وہ نبی میں ہوں لیکن اب اگر وہ مجھے بنی عبد مناف کے ایک لڑکے کی پیروی کرتے دیکھیں گی تو طعنے دیں گی۔ اس کے قصیدے کے ہر اشعار قابلِ توجہ ہیں:

کل دین یوم القیامة عند الله الا دین الحنیفة زور

کہ قیامت کے دن دین حنیف کے سوا ہر دین جھوٹا قرار پائے گا۔

یا رب تجعلنی کافرا ابدا واجعل سریرة قلبی الدهر ایمانا

"اے میرے رب! مجھے ہمیشہ کافر نہ کرنا اور میرے دل کی اندرونی حالت کو ہمیشہ ایمان سے منور کر دے۔" امیہ کے بارے میں اسی طرح کے بہت سارے واقعات ہیں کہ وہ دین ابراہیمی پر تھا اور شراب اور بتوں سے دور رہا، البتہ ابن حجر کے بقول اصحاب سیر و تاریخ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ وہ حالت کفر میں ہی فوت ہوا۔ جہاں تک بات زمانہ اسلام کے پانے کی ہے اس بارے میں ابن السکن کے بقول وہ اسلام سے قبل فوت ہوا جبکہ مشہور قول یہ ہے کہ وہ نویں سال فوت ہوا اور بعض کے مطابق اسلام لانے سے قبل ۹ ہجری میں فوت ہوا، البتہ ابن حجر کے بقول صحیح یہ ہے کہ یہ اس قدر زندہ رہا کہ اس نے مقتولین بدر کے بارے میں مرثیہ کہا جس پر اس کا قصیدہ دلالت کرتا ہے۔ میرے خیال میں اس کی تائید بخاری، ابوداؤد اور ترمذی کی روایات سے بھی ہوتی ہے اور آپ ﷺ کے اس فرمان سے ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے اشعار ایمان والے ہیں جبکہ اس کا دل کافر ہے۔[18]

اسی طرح الاصابۃ میں بحوالہ فاکہی کہ انہوں نے کتاب الملک میں عبد اللہ بن خثیم کے طریق سے بحوالہ ان کے والد حجیر ابی اہاب سے مروی ہے، فرمایا: میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو دیکھا اور میں بوانہ نامی بت کے پاس تھا وہ سورج ڈھلنے کا انتظار کر رہے تھے جب سورج ڈھل گیا تو کعبہ رخ ہو کر ایک رکعت پڑھی اور دو سجدے کئے پھر کہنے لگے: میں گواہی دیتا ہوں

کہ یہ ابراہیم کا قبلہ ہے اور مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گا۔[19] ابن السکن نے اسے صحابہ میں ذکر کر دیا ہے اور لکھا ہے انہوں نے اسلام کا زمانہ نہیں پایا اور نبی ﷺ نے ان کی تصدیق یوں کی ہے جو ان کے بعض اشعار سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: "امیہ مسلمان ہونے ہی والا تھا۔"[20] پھر محمد بن اسماعیل نے طریح بن اسماعیل ثقفی کی سند سے بحوالہ ان کے والد، ان کے دادا سے ان کی موت کا قصہ درج کیا ہے اور عکرمہ کی حدیث بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کی کہ نبی ﷺ نے امیہ کا یہ قول شعر میں پڑھا: "زحل اور ثور اس کے دائیں پاؤں تلے ہیں اور نسر دوسرے پاؤں تلے جبکہ اسد انتظار میں ہے۔" فرمایا: اس نے سچ کہا: "حاملین عرش کی یہی صفت ہے۔" میں کہتا ہوں: شرید بن عمرو کی سند سے صحیح ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے اشعار سننے کی فرمائش ظاہر کی پھر فرمایا: "قریب تھا کہ وہ مسلمان ہو جاتا۔"[21]

بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے: "امیہ بن ابی صلت مسلمان ہونے لگا تھا۔"[22] امیہ کی والدہ رقیہ بنت عبد شمس بن عباد بن عبد مناف ہے اسی بنا پر امیہ بن ابی صلت نے اپنے مشہور قصیدے میں مقتولین بدر کی مرثیہ خوانی کی ہے۔ چونکہ وہ بدر میں قتل ہونے والے سرداروں، مثلاً عتبہ، شیبہ جو ربیعہ بن عبد شمس کے بیٹے تھے کا رشتہ دار تھا، وہ دونوں اس کے ماموں زاد تھے۔ امیہ کا والد ابو الصلت بھی شاعر تھا اور اس کا بیٹا قاسم بن امیہ بھی جس کا ذکر آرہا ہے کہ وہ صحابی ہونے کے شرف سے سرفراز ہے۔ ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ عرب کا اس پر اتفاق ہے کہ امیہ ثقیف کا سب سے بڑا شاعر ہے۔ زبیر بن بکار[23] نے کہا: مجھے میرے چچا نے بتایا کہ امیہ نے جاہلیت میں ایک کتاب دیکھ کر پڑھی اونی لباس پہنا (جو درویش پہنتے ہیں) اور سب سے پہلے ابراہیم، اسماعیل علیہ السلام اور حنیفیت میں اس نے عبادت کی، شراب کو حرام قرار دیا اور بتوں سے دور رہا۔ اسے نبوت کی طمع ہونے لگی۔ اس واسطے کہ اس نے کتاب پڑھا تھا کہ حجاز میں ایک نبی مبعوث ہو گا۔ لہٰذا اسے امید ہونے لگی کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ پھر جب نبی ﷺ مبعوث ہوئے تو وہ اس سے حسد کرنے لگا اور اسلام نہیں لایا۔ اسی نے مقتولین بدر کی مرثیہ خوانی اس قصیدہ میں کی ہے جس کا مطلع ہے:

ما ذا ببدر والعنقنقل      من مرازبة جحاجح

مرآۃ کے مصنف نے اس سوانح میں ابن ہشام کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ امیہ نبی ﷺ پر ایمان لے آیا تھا، حجاز آیا تا کہ اپنا ساز و سامان لے کر ہجرت کرے۔ مقام بدر پر پڑاؤ کیا تو کسی نے اس سے کہا: ابو عثمان! کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا میں محمد (ﷺ) کا اتباع کرنا چاہتا ہوں۔ تو کسی نے اس سے کہہ دیا، بھلا پتہ بھی ہے کہ اس کنویں میں کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ وہ شخص بولا: اس میں شیبہ، عتبہ تمہارے ماموزاد اور فلاں فلاں کی لاشیں پڑی ہیں۔ تو اس نے اپنی اونٹنی کی ناک کاٹ دی اور گلا پھاڑ کر رونے لگا۔ وہاں سے طائف چلا گیا اور وہیں ان کی موت ہوئی۔ مشہور ہے کہ وہ نویں سال فوت ہوا۔ صحابہ سیر و تاریخ میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ کافر ہی مرا ہے۔ اور یہ بات صحیح ہے اتنا زندہ رہا کہ اس نے مقتولین بدر کا مرثیہ کہا۔

بعض لوگوں نے کہا ہے: کہ اسی کے بارے میں آیت: "ان سے اس شخص کا حال بیان کرو جس کو ہم نے اپنی آیات کا علم عطا کیا تھا مگر وہ ان کی پابندی سے نکل بھاگا۔"[24] بعض کہتے ہیں کہ وہ ثقفیوں کے اسلام لانے سے پہلے طائف میں ۹ھ کو کافر ہی مر گیا۔ مرزبانی نے کہا: ابو الصلت کا نام ابن ربیعہ بن عوف بن عقد بن عوف بن غیرہ بن عوف بن ثقیف ہے اور بعض کہتے ہیں: وہ صلت بن وہب بن علاج بن ابی سلمہ کی کنیت ابو عثمان اور بعض ابو القاسم کہتے ہیں۔ حنین کے بعد طائف کے محاصرہ میں مرا۔ طبرانی کبیر میں ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تجارت کی غرض سے نکلا ان میں امیہ بن ابی الصلت بھی تھا۔ پھر وہ قصہ بیان کیا جس میں امیہ نے کہا کہ حجاز میں قریش کا ایک نبی مبعوث ہو گا۔ پہلے وہ یہ سمجھتا تھا وہ ہی یہ نبی ہے، یہاں تک کہ اسے اس بات کا علم ہو گیا کہ وہ قریش سے ہو گا اور وہ چالیس سال کے اختتام پر رونما ہو گا۔ اس نے عتبہ بن ربیعہ سے پوچھا، اس نے کہا: اس سے۔۔۔۔ بڑھ گئی۔ فرماتے ہیں: جب میں مکہ واپس آیا تو دیکھا نبی ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں۔ امیہ سے ملاقات ہوئی، مجھ سے کہا: اس کی پیروی کر لو وہ حق پر ہے۔ میں نے کہا: اور تم (پیروی نہیں کرو گے) اس نے کہا: اگر ثقیف کی بچیوں کا شرم نہ ہوتا، کیونکہ میں نے انہیں کہا کہ وہ نبی میں ہوں۔ جب وہ مجھے دیکھیں گی میں بنی عبد مناف کے ایک لڑکے کی پیروی کر رہا ہوں، مجھے طعنے دیں گی۔

امیہ کی قصیدے کا یہ شعر ہے: "دین حنیفی (ابراہیمی) کے سوا ہر دین قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جھوٹا قرار دیا جائے گا۔" دوسرے قصیدے کا شعر ہے: "اے میرے رب! مجھے ہمیشہ کافر نہ کرنا اور میرے دل کی اندرونی حالت کو منور کر دے۔" اس طرح کی باتیں، اس کے اشعار میں بکثرت ہیں۔ اسی بنا پر آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے اشعار پر پُراز ایمان تھے اور اس کا دل کافر تھا۔"[25] "نوادر" میں ابن الاعرابی نے ذکر کیا ہے کہ امیہ کسی سفر میں نکلا پھر یہ قصہ ذکر کیا کہ اس نے ایک بوڑھا جن دیکھا۔ اس نے کہا: تیرے پاس جن آتا ہے، وہ کس جانب سے تمہارے پاس آتا ہے؟ اس نے کہا: میرے بائیں کان میں کہا وہ تجھے کیا پہننے کا کہتا ہے؟ اس نے کہا: کالا لباس۔ اس نے کہا: یہ جنوں کا خطیب تھا۔ قریب تھا کہ تم نبی بن جاتے لیکن نبی کے پاس وحی لانے والا اس کے دائیں کان کی طرف سے آتا ہے اور اسے سفید لباس پہننے کو کہتا ہے۔

عمر بن شبہ نے اپنی سند سے زہری سے ذکر کیا ہے کہ امیہ اپنی بہن کے گھر گیا۔ (آرام کے وقت) اس کی چارپائی کے پاس دو پرندے آئے۔ ان میں سے ایک پرندہ اس کے سینے پر آ بیٹھا اور چیر کر اس کا دل نکال لیا۔ دوسرے پرندے سے کہا: اس نے یاد کیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: کیا (حق) قبول کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، اس نے انکار کیا ہے۔ تو اس نے دل اپنی جگہ رکھ دیا۔ اس کے بعد امیہ اٹھا اور کسی چیز کے پیچھے اپنی نگاہ لگا لی۔ اور کہنے لگا میں یہاں ہوں میں یہاں ہوں دیکھو! تمہارے سامنے ہوں۔ تو وہ دونوں واپس آئے اور اس طرح تین مرتبہ کیا۔ تیسری مرتبہ اس نے یہ اضافہ کیا: "اے

اللہ! تو سب کچھ معاف کر دے، تیرا کون سا بندہ ہے جس سے لغزش نہیں ہوئی اور پھر چھت بند ہو گئی۔ امیہ اپنا سینہ ملتے آیا۔ بہن نے کہا: بھیا! کیا ہوا ہے؟ کہنے لگا: کچھ نہیں، بس اپنے سینے میں ایک حرارت سی محسوس کرتا ہوں۔"

زبیر اپنے چچا مصعب بن عثمان سے وہ ثابت بن زبیر سے روایت کرتے ہیں۔ جب امیہ مرض الموت میں مبتلا ہوا تو کہا کہ میری موت قریب آگئی مجھے پتہ ہے کہ دین ابراہیمی برحق ہے لیکن محمد (ﷺ) کے بارے میں مجھے شک ہوا جاتا ہے۔ فرمانے لگے جب بالکل مرنے لگا تو کچھ دیر بے ہوش رہ کر ہوش میں آکر کہنے لگا: میں حاضر ہوں، میں تم دونوں کے سامنے حاضر ہوں اور سابقہ بات جیسی بات ذکر کی۔ پھر وہ مر گیا اور نبی ﷺ پر ایمان نہیں لایا۔ اسی طرح زید بن عمرو بن نفیل عدوی کا قصہ ہے۔

## زید بن عمرو بن نفیل العدوی:

سعید بن زید کے والد یکے از عشرہ مبشرہ۔ قسم رابع میں ان (زید) کا تذکرہ ہو گا۔[26] سعید رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی ہیں۔ بغوی اور ابن مندہ وغیرہ نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے جو تحقیقاً صحیح نہیں۔ اس واسطے کہ ان کا انتقال بعثت سے پانچ سال پہلے ہو گیا۔ لیکن دو میں سے ایک احتمال کی بنا پر صحابی کی تعریف میں شامل ہو سکتے ہیں وہ یہ کہ انہوں نے حالتِ ایمان میں آپ کو دیکھا تو کیا ان کے مؤمن ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ بعثت کے بعد بھی وہ آپ کو دیکھیں اور آپ پر ایمان لائیں یا ان کے ایمان لانے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ آپ مبعوث ہوں گے جیسا ان کا قصہ بیان کیا ہے۔ الکتاب الکبیر میں ابن اسحاق [27] نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے بحوالہ اپنے والد سے، انہوں نے اسماء بنت ابی بکر سے روایت کی ہے، فرماتی ہیں: میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو کعبہ کے ساتھ پشت لگائے بیٹھے دیکھا تھا۔ وہ قریش سے کہہ رہے تھے: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میرے علاوہ کوئی بھی دین ابراہیم پر برقرار نہیں رہا۔ ہشام کے طریق سے امام بخاری[28] اور لیث کے طریق سے تعلیقات اور نسائی[29] نے بطریق ابو اسامہ اور بغوی نے بطریق علی بن مسہر سب ہشام سے روایت کرتے ہیں سب نے یہ اضافہ نقل کیا ہے: وہ دفن ہونے والی بچیوں کو بچا لیتے تھے اور فرماتے: اسے قتل نہ کر میں اس کا خرچ برداشت کرتا ہوں۔ ابن اسحاق نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے: اے اللہ! اگر مجھے آپ کی عبادت کا وہ طریقہ معلوم ہوتا جو آپ کو سب سے محبوب ہے تو میں اس کے مطابق آپ کی عبادت کرتا پھر وہ اپنی ہتھیلی پر سجدہ کرتے۔ بغوی بروایت زہری بحوالہ عروہ اس کا مفہوم نقل کرتے ہیں۔ "المغازی" موسیٰ بن عقبہ کا قول ہے جس شخص پر اعتماد ہے اس سے میں نے سنا کہ زید بن عمرو قریش کے غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے کو برا کہتے تھے۔" امام بخاری[30] بطریق سالم بن عبداللہ بن عمر وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ زید بن عمرو بن نفیل شام دین کے بارے میں معلومات کے لیے گئے تو یہود و نصاریٰ کے علماء نے اس پر اتفاق کیا کہ دین، دین ابراہیمی ہی ہے جو نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی، فرماتے ہیں: انہوں نے ہاتھ

اٹھا کر عرض کی: اے اللہ ! گواہ رہنا میں دین ابراہیم پر ہوں۔ ابویعلی، بغوی، طبرانی اور حاکم سب کی بطریق محمد بن عمرو بن علقمہ بواسط ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن حاطب اسامہ بن زید سے وہ بحوالہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن سخت گرمی کے روز میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلا، آپ نے مجھے سواری پر پیچھے بٹھایا ہوا تھا۔ ہماری ملاقات زید بن عمرو سے ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے زید! کیا بات تمہاری قوم تم سے سبقت لے گئی۔ یہاں تک کہ انہوں نے کہا: ''میں یہ دین تلاش کرنے گیا۔'' پھر ایک یہودی سے اپنی ملاقات کی مشہور بات ذکر کی۔ اس یہودی نے ان سے کہا: ''جب تک تم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا اپنا حصہ وصول نہیں کر لیتے ہمارے دین میں شامل نہیں ہو سکتے۔'' اور ایک نصرانی سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا: ''یہاں تک کہ آپ اللہ تعالیٰ کی لعنت کا حصہ وصول نہیں کر لیتے نصرانی نہیں بن سکتے۔ اس کے آخر میں ہے جس کی تلاش میں تم ہو وہ تمہارے شہروں میں ظاہر ہو چکا ہے۔ ایک نبی مبعوث ہوا ہے جس کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے اور جن لوگوں کو تم نے دیکھا یہ سب گمراہ ہیں۔ فرماتے ہیں: میں واپس آ گیا لیکن مجھے کوئی چیز معلوم نہ ہوئی۔[31]

بغوی نے ضعیف سند سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ سعید بن زید اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے پوچھا: کیا میں زید بن عمرو کے لیے مغفرت کی دعا کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' ابن سعد نے بحوالہ امام واقدی ان کی سند سے لکھا ہے: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب قریش کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے اس وقت میرے والد فوت ہوئے۔

ابن حجر کے بقول جو بعثت سے پانچ سال پہلے کا زمانہ ہے۔ ابن اسحاق[32] کا بیان ہے کہ ورقہ بن نوفل نے زید بن عمرو کا مرثیہ کہا تھا۔ مصعب زبیری کا قول ہے مجھ سے ضحاک بن عثمان نے بواسطہ ابن ابی الزناد بحوالہ ہشام بن عروہ بیان کیا کہ ہمیں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ زید بن عمرو کو نبی ﷺ کے مبعوث ہونے کی خبر ملی تو وہ آپ ﷺ کے ارادہ سے چل پڑے تو مبقعہ جو شام میں ایک جگہ ہے وہاں کے لوگوں نے انہیں قتل کر دیا۔ فاکہی نے عامر بن ربیعہ تک کی اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ میں زید بن عمرو سے ملا اس وقت وہ مکہ سے باہر حراء کے ارادہ سے جا رہے تھے اور کہنے لگے: عامر! میں نے اپنی قوم سے جدائی اختیار کر لی ہے۔ اور ملت ابراہیمی کی پیروی کر لی ہے اور اس دین کو پسند کر لیا ہے جس پر اسماعیل علیہ السلام عمل پیرا تھے وہ اس عمارت کی طرف رخ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ اب مجھے اولادِ اسماعیل میں سے ایک نبی کا انتظار ہے جو عبدالمطلب کی اولاد سے ہوگا۔ مجھے نہیں لگتا کہ میں ان کا زمانہ پا سکوں۔ پھر بھی میں ان پر ایمان رکھتا ان کی تصدیق کرتا اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی ہیں۔ اسی حدیث میں ہے میں تمہیں ان کی نشانیاں بتا دوں گا یہاں تک کہ تم سے کوئی بات مخفی نہ رہے پھر انہوں نے ان سے آپ ﷺ کی صفات بیان کیں۔ فاکہی اور واقدی نے ایک حدیث میں اس کا مفہوم نقل کیا ہے کہ اگر تمہیں عمر ملی تو تم انہیں دیکھ لوگے ان سے میرا سلام کہنا۔ اسی میں ہے: جب میں مسلمان ہو گیا تو آپ ﷺ کو ان کا سلام کہا، آپ نے سلام کا

جواب دیتے ہوئے ان کے لیے رحمت کی دعا کی اور فرمایا: "میں نے انہیں جنت کے دامن میں دیکھا ہے۔" مسند طیالسی میں بحوالہ سعید بن زید مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کی: میرے والد جیسے تھے آپ جانتے ہیں اور ان کے بارے میں آپ کو لوگوں نے بھی بتایا ہوگا کیا میں ان کے لیے استغفار کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں! قیامت کے روز وہ اکیلے ایک امت کی صورت میں مبعوث ہوں گے۔[33] اسی طرح ایک اور مثال قس بن ساعدہ کی ہے جس نے جاہلیت میں سب سے پہلے بعث بعد الموت پر ایمان لایا۔

## قس بن ساعدہ:

قس[34] بن ساعدہ بن حذافہ بن زفر بن ایاد بن نزار الایادی مشہور خطیب اور بلیغ تھے۔ ابو علی اسکن، ابن شاہین، عبدان المروزی اور ابو موسیٰ نے ان کو صحابہ میں ذکر کیا، ابن السکن نے صراحت کی ہے کہ یہ بعثت سے قبل فوت ہوگئے تھے۔ ابو حاتم الجستانی[35] نے "معمرین" میں ان کا ذکر کرتے ہوئے وہی نسب ذکر کیا ہے جس کا ابھی ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ مزید فرماتے ہیں: انہوں نے تین سو اسی (۳۸۰) سال زندگی پائی۔ آپ ﷺ نے ان کی حکمت کے بارے میں سن رکھا تھا۔ یہ وہ پہلے شخص ہیں جو آپ ﷺ کی بعثت پر ایمان لائے، جاہل لوگوں میں سے اور یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کتابت میں "من فلان الی فلان" لکھا۔ ابن کلبی نے ان کے آخری خطبہ سے کچھ کلام نقل کیا ہے:

"اگر زمین پر اس دین سے افضل کوئی دین ہوتا تو اس کا زمانہ تم کو برباد کر چکا ہوتا اور تم اس کا انجام دیکھ چکے ہوتے۔ پس خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے اچھا زمانہ پایا اور اس کی اتباع کیا اور ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جس نے اس کی ممانعت کی۔ عرب قس بن ساعدہ کی بہت تعظیم کرتے تھے اور ان کے پُر حِکم اقوال کو شعراء میں ذکر کرتے۔ مرزبانی[36] کہتے ہیں: اکثر اہل علم نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ انہوں نے سو سال زندگی بسر کی اور یہ ایک خطیب، طبیب اور عقلمند تھے، ان کا ایک مقام و مرتبہ تھا۔ مرزبانی نے ان کے لئے مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں:

یا ناعی الموت والأموات فی جدث    علیهم بقایا بزهم فرق
دعهم فان لهم یومًا یصاح بهم    کما ینبه نوماته الصعق

"اے موت کی خبر دینے والے مردے واموات! تو قبروں میں ہیں ان کے کفن جو باقی رہ گئے ہیں وہ پھٹ رہے ہیں، انہیں چھوڑو ان کا ایک دن ہے جس میں انہیں آواز دی جائے گی جیسے مدہوش کو جگایا جاتا ہے۔"

بعض افراد نے قس کی حدیث ایک طریق کے ساتھ علیحدہ ذکر کی۔ اس حدیث میں شعر اور ان کا خطبہ بھی ہے۔ یہ حدیث طبرانی کی مطولات میں موجود ہے، مگر اس حدیث کے تمام طرق ضعیف ہیں۔ ان میں سے ایک وہ جس کو عبد اللہ بن

احمد بن حنبل نے زیادات الزہر تخریج کیا ہے، یہ روایت خلیف بن اعین کے طریق سے ہے۔ کہتے ہیں: جب بکر بن وائل کا وفد آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "قس بن ساعدہ الایادی کا کیا بنا؟" تو وفد نے جواباً کہا: وہ فوت ہو چکا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ایسے لگ رہا ہے جیسے میں اس کو عکاظ کے بازار میں سرخ اونٹ پر سوار دیکھ رہا ہوں۔"[37] بعثت سے پہلے آپ نے انہیں بازارِ عکاظ میں دیکھا تھا۔

جاحظ نے "البیان والتبیین" میں قس اور اس کی قوم کا ذکر کیا ہے۔ کہتے ہیں ان کو اور ان کی قوم کو وہ فضیلت حاصل ہے جو عرب میں کسی دوسرے کو نہیں، کیونکہ آپ ﷺ نے اس کی بات کو نقل کیا ہے اور عکاظ میں اونٹ کی صورت، اس کا مؤقف بھی اور اس کا وعظ بھی نقل کیا ہے، اس کے بہترین کلام کو آپ ﷺ نے پسند کیا ہے اور اس کی تصویب بھی فرمائی ہے۔ یہ ایسا شرفِ عظیم ہے جس کے بعد نہ تعریف کی ضرورت ہے اور نہ پاس وامید کی۔ اور اللہ کا کرم ہے جو اس نے ان پر کیا ہے تاکہ ان سے توحید الٰہی کے ساتھ اظہار اخلاص بھی ہو اور ساتھ بعثت پر ایمان لانا بھی پھر قیس عرب کے مایہ ناز خطیب تھے۔[38]

ان احادیث میں ایک وہ بھی ہے جس کی تخریج ابن شاہین نے کی ہے بطریق ابن ابی عیینہ المہلی عن کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس، کہتے ہیں: جب ابوذر حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے پوچھا: "قیس بن ساعدہ کا کیا ہوا؟" ابوذر کہتے ہیں: میں نے جواب دیا کہ وہ تو فوت ہو گئے ہیں اے اللہ کے رسول ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ قس پر رحم کرے، گویا میں اس کو اونٹوں پر دیکھ رہا ہوں۔ اس نے ایسی بات کی جس میں حلاوت تھی اور مجھے اس کی وہ بات یاد نہیں ہے۔"[39] حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مجھے یاد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "سناؤ" تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کی بات ذکر کی۔ اس میں شعر بھی تھا: قوم کے ایک آدمی نے کہا: میں نے قس کی ایک عجیب بات دیکھی ہے، میں شام میں سمعان نامی پہاڑی پر ایک درخت کے سائے تلے بیٹھا تھا اس کے ایک جانب میٹھا چشمہ تھا۔ بہت سارے درندے، جانور اس چشمہ سے پانی پینے کے لیے آرہے تھے۔ اگر ان میں سے کوئی دوسرے پر حملہ کرنے لگتا تو قس اس کو اپنی لاٹھی سے مارتا اور کہتا: صبر کرو، پہلے آنے والے کو پی لینے دو پھر پینا، جب میں نے یہ منظر دیکھا تو میرے دل میں ان کا رعب بیٹھ گیا۔ قس کہنے لگے آپ مت ڈریں، آپ کے لیے کوئی پریشانی نہیں۔ اسی طرح نابغہ الجعدی ہیں جنہوں نے جاہلیت میں سوچ و بچار سے کام لیا اور شراب و نشہ دار اشیاء تقسیم کے کو چھوڑا اور تبوں سے دور رہے۔ واضح رہے کہ نابغہ الجعدی نے زمانہ جاہلیت واسلام دونوں پائے۔

**نابغہ جعدی:**

نابغہ جعدی[40] لمبی عمر والے مشہور شاعر ہیں، ان کے نام میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے: قیس بن عبد اللہ بن عدس بن ربیعہ بن جعدہ، بعض کا قول ہے: عدس کے بدلے وحوح ہے، جعدہ وہ ابن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ ہیں۔ بعض نے کہا: نابغہ کا نام عبد اللہ ہے، بعض نے کہا: حبان بن قیس بن عمرو بن عُدس ہیں، ایک قول ہے: حبان بن قیس بن عبد اللہ بن قیس، بقول بعض: قیس کو عبد اللہ پر تقدیم حاصل ہے۔ ابو فرج اصبہانی نے اس پر اعتماد کیا ہے۔ پہلے قول پر ابن کلبی، ابو حاتم[41] سجستانی، ابو عبیدہ، محمد بن سلام جمحی وغیرہ نے اعتماد کیا ہے۔ اسے بغوی نے ان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ ابو فرج اصبہانی نے نقل کیا ہے کہ وہ غلط ہے کیوں کہ ان کا ایک بھائی تھا جس کا نام دحول بن قیس تھا، وہ جاہلیت میں قتل ہو گیا، نابغہ نے اس کا مرثیہ کہا۔[42]

ابن حجر کے بقول یہ احتمال ہے کہ دحوح ان کے ماں شریک بھائی ہوں، حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں بحوالہ یعلی بن اَشدق نقل کیا ہے کہ مجھ سے قیس بن عبد اللہ بن عدس بن ربیعہ نابغہ بن جعد نے بیان کیا پھر حدیث ذکر کی، ابو فرج کا قول ہے: ایک مدت تک انہوں نے شعر وشاعری ترک کر دی پھر شعر کہنے لگے تو انہیں "نبغ" کہا جانے لگا، ایک قول ہے: وہ شعر وشاعری کرتے تھے پھر انہوں نے اسے جاہلیت میں ترک کر دیا۔ جب اسلام لائے تو پھر شعر کہنے لگے تو انہیں "نبغ" کہا گیا قحذمی کا قول ہے: نابغہ قدیم شاعر تھے، عجیب کلام کہنے والے، جاہلیت اور اسلام میں طویل عمر پانے والے ہیں، کہتے ہیں: انہوں نے نابغہ زبیانی سے زیادہ طویل عمر پائی، ان کے اشعار جو ان کی لمبی عمر پر دلالت کرتے ہیں یہ ہیں: سنو! بنو اسد کا گمان ہے کہ میں لمبی عمر والے بیٹے کا باپ ہوں، مجھ سے اگر کوئی میرے بارے میں پوچھے تو میں ختان نامی بیماری کے سالوں والے جوانوں میں سے ہوں جس سال میری ولادت ہوئی اسے گزرے ہوئے ایک سو بارہ (۱۱۲) سال ہو چکے ہیں، زمانے کے حوادثات نے مجھے ایسے ہی باقی رکھا ہے جیسے میں نے یمنی تلوار کو باقی رکھا ہے۔"

ابو حاتم سجستانی[43] کتاب المعمرین میں لکھتے ہیں: دو سو (۲۰۰) سال زندہ رہے، انہوں نے کہا: "امامہ نے کہا: کتنی عمر ہے تمہاری؟ بتوں پر تم نے بھینٹ چڑھائی، میں بازار عکاظ کی جگہ کو اس کے بننے سے پہلے دیکھ چکا ہوں اور میں نوجوانوں میں شمار ہوتا تھا۔ اس وقت منذر بن محرق اپنی بادشاہت پر قائم تھا، میں نعمان کے ہجائن کے دن موجود تھا، میں نے اتنی عمر پائی کہ احمد ﷺ ہدایت لے کر آ گئے اور ایسی آیات پڑھیں جو کھٹکھٹانے والی تھیں، میں نے اسلام میں داد و دہش کا وہ کشادہ کپڑا پہنا جس میں نہ محرومی ہے، نہ احسان کا جتلاوا۔"

ابن عبد البر[44] کا قول ہے کہ مؤرخین نے اس بات کو دلیل بنا کر کہا ہے کہ وہ نابغہ زبیانی سے عمر رسیدہ ہیں کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے منذر بن محرق کا زمانہ پایا ہے اور نابغہ زبیانی نے نعمان بن منذر کا زمانہ پایا ہے، نابغہ زبیانی ان سے مدت پہلے وفات پا گئے تھے اس لیے بھی خیال کیا جاتا تھا کہ نابغہ زبیانی، جعدی سے بڑے ہیں۔ عمر بن شبہ نے بحوالہ اپنے شیوخ ذکر کیا ہے کہ ان کی عمر ایک سو اسی (۱۸۰) سال تھی، انہوں نے حضرت عمرؓ بن خطاب کے سامنے یہ شعر پڑھا:

''کچھ لوگوں کے ساتھ میں رہا وہ فنا ہو گئے ان کے بعد پھر کچھ اور لوگوں کا زمانہ میں نے پایا وہ بھی فنا ہو گئے، تین صدیوں کے لوگ میرے سامنے صفحۂ ہستی سے مٹ گئے بس اللہ کی ذات ہی ہے جو سب کے عوض ہے۔'' ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ہر زمانے والوں کے ساتھ کتنا عرصہ رہے؟ انہوں نے کہا: ساٹھ (۶۰) سال۔[45] ابن قتیبہ کا قول ہے اس کے بعد وہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے تک زندہ رہے اور اصبہان میں وفات پائی ان کی عمر دو سو بیس (۲۲۰) سال تھی۔[46]

حاکم کی کتاب میں بطریق نضر بن شمیل روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ انہوں نے سب سے لمبی عمر والے کس شیخ سے ملاقات کی ہے؟ النتجع الاعرابی کہتے ہیں: میں نے ان سے پوچھا: آپ سب سے بڑی عمر والے کس شخص سے ملے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: النابغہ الجعدی۔ فرماتے ہیں میں نے ان سے پوچھا: آپ نے جاہلیت کا کتنا زمانہ پایا ہے؟ کہنے لگے: ''دارین'' نضر فرماتے ہیں: یعنی دو سو سال، ابو عبیدہ معمر بن المثنی کا قول ہے: نابغہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے جاہلیت میں سوچ و بچار سے کام لیا، شراب، نشہ آور اشیاء کا انکار کیا تقسیم کے تیروں کو چھوڑا اور بتوں سے دور رہے، دین ابراہیمی کا پرچار کیا۔ وہی اپنے ایک قصیدے میں کہتے ہیں: تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں جس نے یہ نہ کہا تو اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔''

ابو عمر[47] کا قول ہے اس قصیدے میں توحید کی اقسام، بعث بعد الموت جزا سزا اور جنت جہنم کا اقرار ہے۔ جیسا امیہ بن الصلت کے اشعار ہوتے ہیں: بقول بعض: یہ امیہ کا شعر ہے۔ لیکن حماد راویہ، یونس بن حبیب محمد بن سلام جمحی اور علی بن سلیمان الاخفش نے نابغہ کو صحیح قرار دیا ہے۔ میں نے قاہرہ میں علی بن محمد دمشق کے سامنے قاہرہ میں سلیمان بن حمزہ کا ذکر کیا وہ فرماتے ہیں: ہمیں علی بن الحسین نے زبانی بتایا کہ ابو القاسم ابن البناء نے ہمیں تحریراً بتایا۔ ابو النصر الطوسی، ابو طاہر المخلص، ابو القاسم بغوی، داؤد بن رشید، ان کے سلسلۂ سند میں یعلی بن الاشدق سے روایت ہے کہ میں نے نابغہ الجعدی کو کہتے سنا: میں نے نبی ﷺ کے سامنے یہ شعر پڑھا:

**بلغنا السماء مجدنا وجدودنا وانا لنرجو فوق ذلك مظهرا**

''ہمیں ہماری قدر و منزلت اور عزت نے آسمان تک پہنچا دیا جبکہ ہم اس سے زیادہ اوپر کی ظاہر ہونے کی جگہ کے امیدوار ہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ابویعلیٰ! مظہر کہاں ہیں؟ میں نے عرض کی جنت میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔'' پھر کہا:

**ولاخیر فی جهل اذا لم یکن له بوادر تحمی صفوه ان یکدرا**

''اس بردباری، برداشت اور عقلمندی میں کوئی بھلائی نہیں جس کی ایسی علامات نہ ہوں جو اس کی صفائی کو مکدر و خراب ہونے سے بچا سکیں۔''

**ولا خیر فی جهل اذا لم یکن له حلیم اذا ما اورد الامر اصدرا**

''اور نہ اس جہالت میں کوئی بھلائی ہے جس کے لیے کوئی بردبار نہ ہو جب وہ کوئی اعتراض کرے تو اس کا جواب دے دے۔''

تو رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ فرمایا: 'اللہ تمہارے دانت سلامت رکھے۔''[48]

اسی طرح یہ روایت بزار، حسن بن سفیان نے اپنی اپنی مسند میں، ابونعیم نے ''تاریخ اصبہان' میں اور شیرازی نے ''الالقاب'' میں سب کے سب بروایت یعلی بن الاشدق نقل کرتے ہیں۔ جو ایسا راوی ہے جس کی حدیث ساقط الاعتبار ہے۔ ابونعیم لکھتے ہیں: یہ روایت یعلی سے ایک جماعت نقل کرتی ہے جن میں ہاشم بن قاسم حرانی، ابو بکر باہلی اور عروہ العرقی سرفہرست ہیں۔ لیکن ان کی متابعت کی گئی ہے۔ ہمیں خطابی کی غریب الحدیث میں ایک واقعہ ملا ہے اور مرجبی کی کتاب العلم میں بطریق مہاجر بن سلیم عن عبداللہ بن جراد مروی ہے کہ میں نے نابغہ الجعدی کو کہتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنا یہ شعر پڑھا: علونا السماء، تو آپ ناراض ہو گئے۔ اور فرمانے لگے: ''ابولیلیٰ! مظہر کہاں ہے؟'' میں نے عرض کی: جنت میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! ان شاء اللہ تعالیٰ''۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنا شعر مجھے سناؤ'' تو میں نے یہ دو اشعار سنائے، ولاخیر فی حلم۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بہت اچھا! اللہ تمہارا منہ سلامت رکھے۔'' تو میں نے ان کے دانت دیکھے تو جیسے اولے ہوتے ہیں، نہ ان کا کوئی دانت جدا ہوا اور نہ نکل کر گیا۔ سلفی نے کتاب اربعین البلدانیہ میں بطریق ابو عمرو بن علاء، بحوالہ نصر بن عاصم لیثی، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ میں نے نابغہ کو کہتے ہوئے سنا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو میں نے یہ شعر سنایا: اتیت رسول اللہ۔۔۔ شعر، اس کے بعد بلغنا السماء۔۔۔ شعر۔ آپ، ﷺ نے فرمایا: ''کہاں تک؟ اے ابولیلی؟'' میں نے کہا: جنت تک۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان شاء اللہ۔ جب میں نے آپ کو اپنا یہ شعر سنایا:

ولاخیر فی جهل اور ولا خیر فی حلم۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے سچ کہا، اللہ تمہارا منہ سلامت رکھے۔ تو بقیہ عمران کے دانت سب لوگوں سے اچھے تھے۔ جب بھی کوئی دانت گر تا تو اس کی جگہ دوسرا آجاتا۔ اس وقت وہ عمر رسیدہ تھے۔

ابن حجر نے اسے مسند حارث بن ابی اسامہ میں بطریق حسن بن عبید اللہ عنبری نقل کیا ہے، فرماتے ہیں مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے نابغہ جعدی سے یہ کہتے ہوئے سنا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کے سامنے یہ اشعار پڑھے:"ہم ایسی قوم ہیں جب ہم دشمن سے ملتے ہیں تو ہم اپنے گھوڑوں کو نہیں موڑتے یہاں تک کہ وہ خود ہی ہٹ جائیں یا بدک جائیں، جنگ کے دن ہم اپنے گھوڑوں کے رنگ نیزہ بازی کی وجہ سے بھول جاتے ہیں۔ حالت یہ ہو جاتی ہے کہ ہم سفید کو سرخ سمجھنے لگتے ہیں ہمارے لیے یہ بات اچھی نہیں ہوتی کہ ہم ان گھوڑوں کو صحیح سالم لوٹائیں اور نہ یہ بات عجیب سمجھی جاتی ہے کہ ان پر گرد وغبار پڑے ہم نے آسمان کی بلندیوں کو چھولیا۔۔۔۔ بقیہ قصیدہ اس طرح ہے۔"ہم نے اس روایت کو مسلسلة بالشعراء بروایت دعبل بن علی شاعر عن ابی نواس عن والبہ بن خباب عن فرزدق عن طرماح، بحوالہ نابغہ، یہ روایت ابوزرعہ رازی جو متاخر ہیں ان کی کتاب الشعراء میں موجود ہے۔

بطریق امام اصمعی عن ہانی بن عبد اللہ عن ابیہ عبد اللہ بن صفوان مسنداً نقل کیا ہے کہ نابغہ ایک سو بیس (۱۲۰) سال زندہ رہے۔ ابن عبد البر[49] نے نقل کیا ہے کہ نابغہ کا قصیدہ تقریباً دو سو (۲۰۰) اشعار پر مشتمل طویل قصیدہ ہے۔ اس کا مطلع ہے:"میرے دوستو! گھڑی بھر آنکھیں میچ لو یا چھوڑ دو جو کچھ زمانے نے تمہیں نہیں کیا ہے، اس پر ملامت کر دیا چھوڑ دو۔"اسی میں سے کہتے ہیں:

"میں اس وقت اللہ کے رسول کے پاس آیا جب آپ ہادی بن کے آئے اور آپ ایسی کتاب کی تلاوت کیا کرتے تھے جو کہکشاں کی طرح روشن تھی۔"

اس میں سے یہ اشعار ہیں:"میں نے فاقے کی اتنی مشقت اٹھائی کہ مجھے یہ بھی محسوس نہ ہوا کہ میرے ساتھ جو ہے جب وہ چپکتا ہے، سہیل ستارہ ہے پھر وہ ڈوب جاتا ہے۔ میں تقویٰ پر قائم رہتا ہوں اور تقویٰ کے کاموں پر راضی ہوں اور میں اس جہنم سے جس کا لوگ خوف کرتے ہیں زیادہ ڈرنے والا ہوں۔"ابو نعیم فرماتے ہیں: میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ پورا قصیدہ نبی ﷺ کے سامنے پڑھا ہے پھر ابو عمر، ابوالفرج ریاشی تک اپنی سند سے لکھتے ہیں کہ اس قصیدے میں سے چوبیس (۲۴) اشعار ہیں۔

نابغہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "قریش جب بھی والی وحکمر ان بنے تو انہوں نے عدل کیا۔ رحم کی درخواست کی گئی تو رحم کیا۔ بات کی تو سچ بولا، جو اچھا وعدہ کیا اسے پورا کیا، میں اور انبیاء اور تابعین کی جماعت[50] (عرش کے سائے تلے ہو گی) یہ حدیث ہمیں عالی سند سے حدیث ابن الزبیر سے موافق ملی ہے:

**قرات علی فاطمة بنت محمد بن المنجی بدمشق عن سلیمان بن حمزه، انبانا محمود بن ابراهیم فی کتاب انبانا مسعود بن حسن انبانا ابوبکر السمسار انبانا ابواسحاق بن خرشه، انبانا ابو الحسن المخزومی**

ابن حجر کے بقول زبیر بن بکار نے مکمل حدیث بیان کی۔ اسے ابن جریر نے اپنی تاریخ میں ابن ابی خیثمہ سے اور ابو الفرج الاصبہانی نے "الاغانی" میں ابن جریر سے اور ابن ابی عمر نے اپنی مسند میں ہارون سے اور ابن السکن نے محمد بن ابراہیم الانماطی سے اور طبرانی الصغیر میں عن حسین بن الفہم اور ابو الفرج اصبہانی نے حرمی بن العلاء سے تینوں زبیر سے نقل کرتے ہیں جو ہمیں عالی کے بدل واقع ہوا ہے۔ اسی طرح کی ایک مثال لبید بن ربیعہ کی بھی ہے۔

## لبید بن ربیعہ:

لبید[51] بن ربیعہ بن عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن صعصعہ کلابی جعفری ابو عقیل مشہور شاعر ہے۔ مرزبانی نے اپنی معجم میں لکھا ہے: شہسوار، بہادر، شاعر اور سخی تھے، بہت عرصہ تک جاہلیت میں شعر کہے پھر اسلام لے آئے۔ جب حضرت عمرؓ نے کوفہ میں اپنے عامل کی طرف لکھا: لبید اور اغلب عجلی سے پوچھو، انہوں نے اسلام میں کون سے نئے اشعار کہے؟ لبید نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شعروں کے بجائے مجھے سورۃ بقرہ اور آل عمران عطا کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے وظیفے میں اضافہ کر دیا فرماتے ہیں: بعض کا قول ہے: انہوں نے حالت اسلام میں ایک شعر کہا: "عقلمند آدمی نے اپنے نفس کی طرح عتاب نہیں کیا، اچھا ساتھی، آدمی کی اصلاح کر دیتا ہے۔" بعض کا قول ہے انہوں نے یہ شعر کہا: "تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ابھی تک میری موت نہیں آئی یہاں تک کہ میں نے اسلام کا لباس پہن لیا۔" جب اسلام لائے تو اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے پھر کوفہ فروکش ہوئے یہاں تک کہ ۶۱ ھ میں وفات پائی۔ اسی طرح عسکری کا قول ہے ان کی عمر ایک سو پینتالیس (۱۴۵) سال تھی ان میں سے پچپن (۵۵) برس حالت اسلام میں اور نوے (۹۰) برس جاہلیت میں گزرے۔

ابن حجر کے بقول ان کی جو مدت حالت اسلام میں ذکر کی ہے وہ وہم ہے، صحیح یہ ہے کہ تیس (۳۰) سال، اس سے ایک یا دو سال زیادہ ہیں البتہ یہ کہ اس کی بنیاد یہ ہو کہ ان کی وفات کا سال ساٹھ سے زیادہ ہے جو دیگر اقوال میں سے ایک قول ہے۔ ابو عمر[52] کا قول ہے: وہ شعر جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے "تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جب مجھے موت نہیں آئی" یہ

شعر لبید کا نہیں بلکہ قردہ ابن نفاثہ کا ہے، اس نے مشہور قصیدہ کہا جس کے شروع میں ہے: "خبردار! اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہونے والی ہے۔"

یہ ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے سچی بات شاعر کا قول ہے جو لبید نے کہا۔"[53] پھر یہ مصرعہ ذکر کیا۔ ابو عمر کا قول ہے: اس قصیدے سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے یہ حالت اسلام میں کہا: "ہر آدمی ایک دن اپنی محنت کا نتیجہ دیکھ لے گا جب معبود کے سامنے اعمال نامے کھولے جائیں گے۔"

ابن حجر کے بقول جو کچھ انہوں نے کہا، اس کا تعین نہیں بلکہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنی طرح کے جاہلیت کے عقلمند لوگوں جیسے قیس بن ساعدہ، زید بن عمرو کی طرح قیامت کے دن پر ایمان رکھتا تھا تو ابو عمر سے یہ بات کیسے مخفی رہ سکتی ہے کہ انہوں نے اسلام لانے سے پہلے یہ اشعار کہے تھے، جبکہ سیرت عثمان بن مظعون میں ان کا لبید کے ساتھ مشہور قصہ پیش آیا جب قریش نے یہ قصیدہ اسی طرح پڑھا، جب انہوں نے کہا: الا کل شیء.... تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: تم نے سچ کہا۔ جب انہوں نے کہا: "ہر نعمت یقینی طور پر ختم ہو جائے گی۔" تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: "تم نے جھوٹ کہا، جنت کی نعمتیں ختم نہیں ہوں گی۔" لبید غصے میں آ گئے، قریب تھا کہ قریش کے لوگ اپنی تلواروں سے ان پر حملہ کر دیتے۔ یہ لبید کے اسلام لانے سے قبل کا واقعہ ہے۔ ہاں! یہ احتمال ہے کہ انہوں نے خاص طور پر اسلام لانے کے بعد اس شعر کا اضافہ کیا ہو جس نے یہ کہا کہ انہوں نے اسلام لانے کے بعد کوئی شعر نہیں کہا، اس سے مراد پورا شعر ہو گا نہ کہ قصیدہ کی تکمیل جسے انہوں نے پہلے کہا ہے۔

ابو حاتم سجستانی نے معمرین[54] میں بحوالہ اپنے شیوخ فرمایا: فرماتے ہیں: لبید ایک سو بیس (۱۲۰) برس زندہ رہے، اسلام کا زمانہ پایا اور اسلام لائے، فرماتے ہیں: میں نے اصمعی کو فرماتے ہوئے سنا: حضرت معاویہ نے زیاد کی طرف لکھا کہ لوگوں کے وظائف میں دو ہزار (۲۰۰۰) کا اضافہ کر دو، لبید کا وظیفہ دو ہزار پانچ سو (۲۵۰۰) تھا تو ان سے زیاد نے کہا: ابو عقیل! یہ دو تو خراج ہیں۔ اس کے علاوہ ہیں ان کا کیا کریں؟ تو انہوں نے کہا کہ ان دونوں خراجوں کو اس مستزاد کے ساتھ ملا دو۔ راوی کہتے ہیں کہ زیاد نے ان کا وظیفہ تو پورا کر دیا اور باقیوں کا مکمل نہیں کیا لبید ابھی دوسرا وظیفہ لینے نہیں پائے تھے کہ فوت ہو گئے۔

صحیحین میں بحوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً مروی ہے سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کہی وہ لبید کی یہ بات ہے: "خبردار! اللہ کے سوا ہر شے باطل ہونے والی ہے۔"[55]

مرزبانی کی کتاب معجم الشعراء میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ منبر پر فرمایا تھا۔ مدائنی نے بحوالہ یزید بن رومان وغیرہ نقل کیا: بنو کلاب سے تیرہ (۱۳) لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے۔ ان میں لبید بن ربیعہ بھی تھے۔ ابن ابی خیثمہ کا قول ہے: لبید اسلام لائے ان کا اسلام سنور گیا۔ ہشام بن کلبی وغیرہ کا قول ہے: ایک سو تیں (۱۳۰) برس زندہ رہے۔

شعبی کا عبد الملک بن مروان کے ساتھ ایک واقعہ ہے کہ وہ ایک سو چالیس (۱۴۰) برس زندہ رہے۔ بخاری کا قول ہے: اویسی نے بحوالہ مالک فرمایا: لبید ایک سو ساٹھ (۱۶۰) برس زندہ رہے[56]۔ ابن مندہ اور سعدان بن نصر نے اپنے فوائد میں دوسری روایت کو ذکر کیا ہے۔ بطریق ہشام بن لبید عن ابیہ عن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ وہ فرماتی ہیں: اللہ تعالیٰ لبید پر رحم کرے جو انہوں نے کہا:

"وہ لوگ چلے گئے جن کی پناہ میں زندگی گزاری جاتی تھی۔ میں پیچھے ایسے رہ گیا ہوں جیسے صحیح اونٹ میں سے خارش زدہ جلد۔"

مبرد نے کہا: جب لبید اسلام لائے تو نذر مانی کہ جب بادِ صبا چلے گی تو کھانا کھلاؤں گا وہ شعر کہنے سے باز رہے جب بادِ صبا چلی تو وہ محتاج تھے انہوں نے اپنی بیٹی سے کہا: شعر کہو! یہ ولید بن عقبہ کی کوفہ پر حکومت کا واقعہ ہے۔ اس نے کہا: "جب ابو عقیل کی ہوائیں چلتی ہیں تو ہم ان کے چلنے کے وقت ولید کو بلاتے ہیں۔"[57]

پھر یہ اشعار اور واقعہ ذکر کیا اور ان کا عمدہ شعر یہ ہے: "جب تو نفس سے بات کرے تو جھوٹ بول، نفس کی سچائی، امید کو پامال کرتی ہے۔' مرزبانی کا قول ہے: فرزوق نے ایک شخص کو لبید کا یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا: "سیلاب لمبائی سے ایسے ظاہر ہوئے جیسے کتابوں کے درمیان سے قلم۔" تو وہ اپنے خچر سے اتر کر سجدہ کرنے لگا۔ اس سے کہا گیا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: میں شعری سجدہ جانتا ہوں کہ کہاں کرنا ہوتا ہے جیسے لوگ سجدہ قرآن کرتے ہیں۔ ابن حجر کے بقول عامر بن مالک ان کے دادا ہیں، اگر وہ ابو براء ملاعب الاسنہ ہیں تو لبید کا ذکر ان لوگوں میں ہونا چاہیے جو خود ان کے والد اور دادا صحابی ہیں۔

## ضمام بن ثعلبۃ السعدی:

ضمام بن ثعلبہ السعدی از بنی سعد بن بکر۔ ان کا ذکر حدیثِ انس میں آتا ہے، جو صحیحین میں ہے۔ فرمایا: ایک دفعہ ہم نبی ﷺ کے پاس تھے، اتنے میں ایک دیہاتی آ کر کہنے لگا: تم میں سے ابن عبد المطلب کون ہے۔۔۔ اسی میں ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا۔ اور کہنے لگا: اپنی قوم کے باقی ماندہ لوگوں کا قاصد ہوں، میں ضمام بن ثعلبہ ہوں۔[58] متن میں ان کے "ضمام بن ثعلبہ" کہنے سے پہلے ہے رہی ہنات یعنی کھلی برائیاں تو اللہ کی قسم! ہم جاہلیت میں ہی ان سے تھے۔ جب وہ روانہ ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: "اس شخص کو دین کی سمجھ آ گئی۔"[59] حضرت عمر بن خطاب فرمایا کرتے تھے: میں نے ضمام بن ثعلبہ سے بڑھ

کر بہتر اور مختصر سوال کرنے والا شخص نہیں دیکھا۔ ابو داؤد کی روایت ہے: حضرت ابن عباس عنہما نے فرمایا: بنی سعد نے ضمام بن ثعلبہ کو نبی ﷺ کے پاس بھیجا۔ پھر لمبا تذکرہ کیا۔ اس کے آخر میں ہے: ہم نے کسی قوم کا نمائندہ ضمام سے بڑھ کر افضل نہیں دیکھا۔ ابن حجر کے نزدیک یہی زیادہ راجح ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت ساری مثالیں لیکن ان کا ذکر کافی تفصیل سے ملتا ہے جن کا مندرجہ بالا ذکر ہوا۔[60]

## خلاصۃ البحث:

- زمانہ قبل از نبوت میں حضرت ابراہیم و اسماعیل و علیہما السلام کو ماننے والے موجود تھے اور وہ دین حنیف سے واقف تھے جیسا کہ امیہ بن الصلت، زید بن عمر بن نفیل، قس بن ساعدہ وغیرہ
- زمانہ قبل از نبوت دین ابراہیمی پر قائم افراد شراب کو حرام اور بت پرستی کو حرام سمجھتے تھے۔
- زمانہ قبل از نبوت دین ابراہیمی پر قائم افراد عقیدہ توحید پر پختہ ایمان رکھتے تھے۔
- زمانہ قبل از نبوت دین ابراہیمی پر قائم افراد کے پاس کوئی کتاب بھی تھی جس کے مطابق ان کا نظریہ تھا کہ حجاز میں ایک نبی مبعوث ہوگا جو توحید پر قائم ہوگا بلکہ بعض کا خیال یہ تھا کہ وہ بذات خود نبی ہیں جیسا امیہ بن الصلت جب اللہ کے نبی مبعوث ہوئے تو حسد کے باعث ایمان نہ لا سکے۔
- زمانہ قبل از نبوت دین ابراہیمی پر قائم افراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔
- بعثت نبوی کے وقت بہت کم افراد تھے جو دین ابراہیمی پر قائم تھے جیسا کہ زید بن عمرو بن نفیل کا قول ہے کہ اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میرے علاوہ کوئی بھی دین ابراہیم پر برقرار نہیں رہا۔
- زمانہ قبل از نبوت دین ابراہیمی پر قائم افراد میں بعث بعد الموت پر ایمان، قیامت میں جزا اور سزا تھا۔
- زمانہ قبل از نبوت دین ابراہیمی پر قائم افراد زندہ در گو ہونے والی بچیوں کو بچا لیتے تھے۔
- زمانہ قبل از نبوت دین ابراہیمی پر قائم افراد غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے کو برا سمجھتے تھے۔
- زمانہ قبل از نبوت دین ابراہیمی پر قائم افراد دین حنیف کی تبلیغ بھی کرتے تھے اور ان کے خطبات مشہور تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے قس بن ساعدہ کا بازار عکاظ میں سرخ اونٹ پر دیا گیا خطبہ نقل کیا اور اس کو پسند فرمایا جس میں عقیدہ توحید کو بیان کیا گیا ہے۔

- زمانہ قبل از نبوت دین ابراہیمی پر قائم افراد شعر وشاعری اور حکمت ودانائی میں معروف تھے اور میرے خیال میں انہی لوگوں کی وجہ سے نیکی کی شمع روشن تھی۔

## حوالہ جات

[1]سورۃ النحل:123

Surah Nāhal:123

[2]سورۃ الانعام:161

Surāh Al-Anām:161

[3]سورۃ بقرہ:135

Surāh Al-Baqarāh

[4]مودودی، سید ابو الاعلی مودودی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجما047ن القرآن، لاہور، سن ندارد، ۳/۲۵۵

Mododī,Syed Abul Alā Mododī, Tafheem ul Qurān,Idārah Tarjuman ul Qurān, Lāhore, no mention publishing year,3/255

[5]آلوسی، بغدادی، شہاب الدین، روح المعانی فی تفسیر القرآن الکریم والسبع المثانی، بتحقیق محمود شکری، دار إحیار التراث العربی، ۱/۳۹۴، اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، 2009ء، ۱/۳۴۸، ۲/۱۴۵، الرازی، فخر الدین محمد بن عمر، مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1420ھ، ۲۰/۱۳۸

Alosī,Baghdadī,shīhāb Ul Dīn, Rooh Al-Māanī Fī Tafsir AL-Quran,Reasercher: Mehmood Shakrī,Dar Ihyā ul Turas Alārabī,1/394,Islahī,Amīn Ahson,Tadabbur e Qurān ,Fārān Foundition,Lāhore,2009,1/348,2/145,Razī,Fakhar Ul Dīn ,Muhammad Bīn Umer ,Mafātīh Ul Ghaīb, Dār Ihyā ul Turās Alarābī,Baīrot, 1420 AD 20/138

[6]شاطبی، ابراہیم بن موسی، الموافقات، دار ابن عفان، السعودیۃ، سن: ۱۹۹۷ء، ۲/۶۵؛ ۳/۳۲۵، رازی، مفاتیح الغیب ۸/۹۹

Shātabī, Ibrāhīm bin Musa, al-Mawfaqāt, Dāra bīn Affan, Al-Saudīyyah, Year: 9971, 2 / 65; 3/325, Rāzī, Mufatīh al-Ghāīb 8/99

[7]الرازی، فخر الدین محمد بن عمر، مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)، ۴/۸۸

Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn Muhammad bīn Umar, Mufātīh al-Ghāyb (Al-Tafseer al-Kabeer), 4/88

[8]الجصاص، أحمد بن علی أبو بکر الرازی، الحنفی، احکام القرآن، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط 1، ١/٦٦، ٢/٣٨، ٤٣٨، ٤٤٢، ٤٥٠، 1/81۔ السرخسی محمد بن أحمد بن أبی سھل شمس الأئمۃ، اصول السرخسی، دار المعرفۃ–بیروت، س ن، 2/102

Al-Jassās, Ahmed bīn Ali Abu Bakr Al-Rāzī, Al-Hanāfī, The Rulers of the Qur'ān, Dar Al-Kutub Al-Ilmīyya 4, Beīrut, 1, 64/1, 2/438, 42, 450, 1/81. Al-Sarkhasī, Muhammad bin Ahmad bin Abi Sahl Shams Al-Imaam, Osoul Al-Sarkhāsī, Dar Al-Māarīfa , No mention Publishing year, Beīrut, 2/102

[9]الطبری، ابی جعفر، محمد بن جریر، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، بتحقیق: عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی، دار ھجر، س ن۔ ٣/ ١٠٧-١٠٨۔ بغوی، حسین بن مسعود، معالم التنزیل، دار طیبۃ للنشر والتوزیع، ١٤١٧ھ، ٥/٥١

Al-Tabarī, Abī Jā'far, Muhammad bīn Jarīr, Jamī āl-Bayan an-Taa-Wil Ai-Qur'an, researched by: Abdullah bin Abdul-Mohsen Al-Turkī, Dār Hajr, No Mention Publishing Year. 3/107-108. Baghwī, Hussaīn bīn Masoud, Maālam al-Tanzīl, Dar e Tāiba, 1417 AH, Volume & Page: 5/51

[10]بغوی، حسین بن مسعود، معالم التنزیل، ٥/٤٠٣

Bāghwī, Husaīn bin Māsoud, Ma'alīm al-Tanzīl, Volume & Page: 5/403

[11]ابن الجوزی، عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی، أبو الفرج جمال الدین، زاد المیسر فی علم التفسیر، دار ابن حزم، 1423ھ، ٤/ ٥٠٤

Ibn al-Jawzī, Abd al-Rahman bin Ali bin Muhammad al-Jawzī, Abu al-Fajr Jamal al-Dīn, Zad al-Maīsar fī ilm al-tafseer, Dara Ibn Hazam, 1423 AH, Volume & Page: 4/504

[12]ابن قیم، ابو عبد اللہ، محمد بن ابی بکر، تحفۃ المودود باحکام المولود، بتحقیق عثمان بن جمعۃ، دار عالم الفوائد، جدۃ، ٢٥٨

Ibn Qayyīm, Abu Abd Allah, Muhammad bin Abi Bakr, Tahaf al-Mawdud Bahkam al-Mawlud, Bathaqīq Uthman bin Jumā'ah, Dar Alam al-Fawad, Jeddah, P:258

[13]ابن حزم علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی ابو محمد، الاحکام فی اصول الاحکام دار الآفاق الجدیدۃ، 1403 بیروت، ۱۶۱/۵، ۱۷۴

Ibn Hazm Ali bin Ahmed bin Saeed bin Hazm Al-Andālusi Abu Muhammad, Al-Ahkām fī Usul Al-Ahkām, Dār Al-Afāaq Al-Jadeeda, 1403 Beīrut, 141/5, 174

[14] الطبری، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، ۱۰۸/۳

Al-Tabari, Jāmi al-Bāyān An Ta'a Will Aī Qur'an, 108/3

[15]عبد العزیز، تفسیر فتح العزیز، ادارہ، اسلامیات، کراچی، سن:2002ء، ۳۴۱/۱

Abdul-Aziz, Tafseer Fateh-ul-Azīz, Institute of Islamic Studies, Karachī, Year: 2002, 1/341

[16]أبو داود سلیمان بن الأشعث الأزدی السجستانی (۲۰۲-۲۷۵ھ) السنن، المحقق: شعیب الأرنؤوط - محمد کامل قرہ بللی الناشر: دار الرسالۃ العالمیۃ، الطبعۃ: الأولى، ۱۴۳۰ھ - ۲۰۰۹، کتاب الطھارۃ باب ترک الوضوء ماست النار حدیث نمبر: ۳۵۴

Abu Dawood Suleīman bīn Al-Ash'ath Al-Azdī Al-Sījistanī (202-275 A.H.) Al-Sunan, Researched by: Shuāīb Al-Arnā'ut - Muhammad Kamel Kara, Dar Al-Resala Al-Alameya, Edition: First, 1430 A.H. - 2009, Book of Purification, Chapter: Leaving ablution for what will set fire, Hadith No. 354

[17]شرید بن عمرو کی سند سے صحیح ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے امیہ کے اشعار سننے کی فرمائش کی پھر فرمایا کہ: ''امیہ مسلمان ہونے ہی والا تھا۔'' بخاری، محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی، الجامع الصحیح المختصر: دار ابن کثیر، الیمامۃ - بیروت۔ 1407 – 1987، باب مایجوز من الشعر، 2276/5

Bukharī, Muhammad bin Ismaīl Abu Abdullah al-Bukhārī al-Jāafī, Al-Jamī'a āl-Sahīh al-Mukhtasar: Dar Ibn Kathīr, Al-Yamamah – Beīrut, Year: 1407 – 1987, Chapter of Ma yajooz Mīm Ma Al-Nar, 5/2276

[18]متقی الھندی، علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان (المتوفى: 975ھ)، کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، ت: بکری حیانی - صفوۃ السقا، مؤسسۃ الرسالۃ، 1981ء، حدیث نمبر: ۱۵۲۱۴، أبو القاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ المعروف بابن عساکر (المتوفى: 571ھ)، تاریخ دمشق، ت: عمرو بن غرامۃ العمروی، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، 1995ء: ۱۲۴/۳، عسقلانی،

ابو الفضل احمد بن محمد بن محمد بن حجر، فتح الباری، دار المعرفۃ - بیروت،۱۳۷۹ھ: 7/154، ابن حجر العسقلانی، الإصابۃ فی تمیز الصحابۃ: ۱/۲۷۴

Muttāqī Al-Hindī, Aladdīn Ali bin Husam Al-Dīn Ibn Qazī Khan ( 975 AH), kanz ul aumāal fi sunan al'aqwal wal'afeāl, Safwa Al-Saqa, founders of Al-Resala, year:1981, Hadīth No.: 152114, Ibn e Asākīr ,Abu Al-Qāsīm Ali bin Al-Hassan bīn Heba Ul Allah ( 571 AH), Tarikh e Damascus, Researched by.: Amr bin Al-Amrāwī, Dar Al-Fikr ,Publishing Year:1995: 124/3, Asqālanī, Abu Al-Fadhal Ahmed bin Muhammad bin Muhammad bin Hajar, Fath Al-Bāri, Dar Al-Ma`raf. - Beīrut, 1379 AH: 7/154, Ibn Hajar Al-Asqalānī, Al-Isabih fī Taīz Al-Sahaba: 1/27/4

[19] ابن حجر العسقلانی، الإصابۃ فی تمیز الصحابۃ: ۲/۴۰

Ibn Hajar al-Asqalanī, Al-Isabah fī Tameez Sahabah: 40/2

[20] بخاری؛ محمد بن إسماعیل بن إبراھیم بن المغیرۃ البخاری، أبو عبد اللہ، صحیح البخاری، دار ابن کثیر - دمشق بیروت، 2002، کتاب الادب باب ما یجوز من الشعر والرجز والحداء وما یکرہ منہ حدیث نمبر:6147

Bukhari, Muhammad bin Ismaīl bin Ibrahīm bin Al-Mughīry Al-Bukharī, Abu Abdullah, Sahīh Al-Bukharī, Dar Ibn Katheer - Damascus, Beīrut, 2002, kitāb Ul Adab: What is Permissible of Poetry, Raz', and Hadda, Hadith No. 6147

[21] ایضا

IBID

[22] ایضا

IBID

[23] ایضا

IBID

[24]سورۃ الاعراف:۱۷۵

Surāh AL Arāf:175

271 متقی الھندی، علاء الدین علی بن حسام الدین، کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، حدیث نمبر: 15641، ابن منظور افریقی، محمد بن مکرم بن علی، أبو الفضل، (ت ۷۱۱ھ) مختصر تاریخ دمشق، المحقق: روحیۃ النحاس، ریاض عبد الحمید مراد، محمد مطیع، دار الفکر للطباعۃ والتوزیع والنشر، دمشق، طبع أولی، ۱۴۰۲ھ- ۱۹۸۴م: 3/124

Muttāqi Al-Hindī, kanz ul aumāal fī sunan al'aqwal wal'afeal, Hadith No:15641, Ibn Manzur an African, Muhammad bin Makram bin Ali, Abu al-Fadl, (711 AH) Mokhtasar Tārīkh e Damascus, Researched byr: Rāwhitī al-Nāhhas, Rīyād Abdul Hamid Murād, Muhammad Mutī', Dar al-Fikr ,Damascus, first edition, 1402 AH - 1984 AD: 3/124

[26]ابن اثیر، أبو الحسن، عز الدین، علی بن أبی الکرم، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، :ترجمہ نمبر:1860، ذہبی، شمس الدین، أبو عبد اللہ، محمد بن احمد بن عثمان (متوفی: 748ھ)، تجرید أسماء الصحابۃ:، 1/200

Ibn Athīr, Abu al-Hasan, Izz al-Dīn, Ali bin Abi al-Karam, Asad al-Ghāba fī Mā'rifat al-Sahāba,: Tarjuma number: 1860, Dhahbī, Shams al-Dīn, Abu Abdullah, Muhammad bin Ahmad bin Uthman (748 AH), Tajreed Asma al-Sahāba, :1/200

[27]ابن ہشام، عبد الملک بن ھشام بن أیوب الحمیری المعافری (ت ۲۱۳ھ) السیرۃ النبویۃ: شرکۃ مصطفی البابی، الطبعۃ: الثانیۃ، ۱۳۷۵ھ- ۱۹۵۵م: 187-1/181

Ibn Hishām, Abd al-Mālik bin Hīsham bin Ayyub al-Humirī al-Māafarī ( 213 AH) Al-Sirat al-Nabāwīyyah, Shārkat Mustāfa al-Babi, 1375 AH - 1955 AD: 1/181-187,

[28]بخاری، محمد بن إسماعیل بن إبراھیم بن المغیرۃ البخاری، أبو عبد اللہ، صحیح البخاری، کتاب، کتاب مناقب الانصار باب حدیث زید بن عمرو بن نفیل تعلیقًا، حدیث نمبر:3828

Bukhari, Muhammad bin Ismaīl, Sahīh Al-Bukharī Hadith No:3828

[29]نسائی، أحمد بن شعیب، السنن الکبری، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2001ء، کتاب المناقب الکبریٰ: حدیث نمبر:28

[30] بخاری، محمد بن إسماعیل بن إبراھیم بن المغیرۃ البخاری، أبو عبد اللہ، صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار باب حدیث زید بن عمرو بن نفیل، حدیث نمبر: 3828

[31] امام حاکم، أبو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم النیسابوری، المستدرک علی الصحیحین، دراسۃ و تحقیق: مصطفی عبد القادر عطا الناشر: دار الکتب العلمیۃ–بیروت، الطبعۃ: الأولی، ۱۴۱۱–۱۹۹۰: 3/216، طبرانی، سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر (ت ۳۶۰ھ) معجم طبرانی، المحقق: حمدی بن عبد المجید السلفی، مکتبۃ ابن تیمیۃ–القاھرۃ، الطبعۃ: الثانیۃ: ۵/۴۶۶

Imam al-Hākīm, Abu Abdullah Muhammad bin Abdullah al-Hakīm al-Nīsaburī, Al-Mustadrak Ali al-Sahihīn,reaearched by: Mustafa Abd al-Qadir Atta al-Nasher: Dar al-Kutub al-Alamīya – Beīrut , 1411 - 1990: 3/216, Tabarānī, Sulāimān bin Ahmad bin Ayyub bin Mutaīr ( 360 AH) Mujam al-Tabārani, , Maktāba Ibn Taymīyyah ,Al-Qāira,Edition No.2,Volume & Page: 5/466

[32] ابن ہشام، عبد الملک بن ھشام بن أیوب الحمیری المعافری (ت ۲۱۳ھ) السیرۃ النبویۃ: شرکۃ مصطفی البابی، الطبعۃ: الثانیۃ، ۱۳۷۵ھ–۱۹۵۵م: ۱/۱۸۷

Ibn Hishām, Abd al-Malik bin Hīshām Al-Sirat al-Nabāwīyyah, Volume & Page: 187/1

[33] أبو داود سلیمان بن داود بن الجارود الطیالسی البصری (المتوفی: 204ھ)، مسند أبی داود الطیالسی: دار ھجر - مصر، محمد بن عبد المحسن، الطبع الأولی، 1419ھ–1999م، 1/189

Abu Dawood Suleimān bin Dāwood bin Al-Jārud Al-Tayālisī Al-Bāsrī (died: 204 AH), Musnād Abi Dawood Al-Tayālīsī: Dār Hajar - Egypt, Dr. Muhammad bin Abdul Mohsen, Edition: First, 1419 AH - 1999 AD, 1/189

[34] أبو عبد اللہ، محمد بن احمد بن عثمان، تجرید أسماء الصحابۃ: 2/15

Abu Abdullah, Muhammad bin Ahmed bin Othman, Tajreed Asmāī Sahābah,2/15

[35] أبو حاتم، سھل بن محمد عثمان سجستانی، بصری کوفی، کتاب المعمرین، ص: ۸۲

Abu Hātīm, Sāhl ibn Muhammad 'Uthman Sajstānī, Kītab al-Mu'marīn, Page No:82

[36] مرزبانی، ابی عبید اللہ محمد بن عمران ا (المتوفی: 384ھ)، معجم الشعراء: تصحیح و تعلیق: الأستاذ الدکتور ف. کرنکو الناشر: مکتبۃ القدسی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت - لبنان طبع دوم، 1402ھ–1982م: 222

Marzbanī, Abi Obaidullah Muhammad Ibn Imran (384 A.H),Mujām al Shurāa, , Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya, Beirut Edition, 1402 AH - 1982 AD, Page No: 222

[37]ابن حجر العسقلانی، الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ:4/95

Ibn Hajar al-Asqālāni, Al-Isabāh fī Tami'iz al-Sahāba: 4/95

[38]ابن حجر العسقلانی، الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ:5/551

Ibn Hajar al-Asqalānī, Al-Isabāh fī Tami'īz al-Sahāba: 5/551

[39]ابن حجر العسقلانی، الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ:5/552

Ibn Hajar al-Asqalānī, Al-Isabāh fī Tamī'iz al-Sahāba: 5/552

[40]ابن اثیر، أبو الحسن، عز الدین، علی بن أبی الکرم، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، ترجمہ نمبر:،5162، أبو عبد اللہ، محمد بن احمد بن عثمان (متوفی:748ھ)، تجرید أسماء الصحابۃ:۲/۱۰۰

Ibn Athīr, Abu al-Hasan, Izz al-Din, Ali bin Abi al-Karam, Asad al-Ghāaba fī Mā'rifat al-Sahāba, Tarjuma n No.: 5162

Abu Abdullah, Muhammad bin Ahmed bin Othman, Tajreed Asmāī Sahabāh,2/100

[41]أبو حاتم، سہل بن محمد عثمان سجستانی، بصری کوفی، کتاب المعمرین، ص:۱

Abu Hātīm, Sahl ibn Muhammad 'Uthman Sajstānī, Kītab al-Mu'marīn, Page No:1

[42] أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (المتوفی: 774ھ)، جامع المسانید والسُّنَن الهادی لأقوم سَنَن: محقق: د عبد الملک بن عبد اللہ الدهیش، دار خضر للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت - لبنان، ممکۃ المکرمۃ، طبع دوم، 1419ھ-1998م:۸۵/۱۲

[43] أبو حاتم، سہل بن محمد عثمان سجستانی، بصری کوفی، کتاب المعمرین:مطبعۃ سعادۃ، مصر، طبع اولی، 1905ھ، ص:۸۴

Abu Hatim, Sahl ibn Muhammad 'Uthman Sajstānī, Kītab al-Mu'mārin,Matba saadah,Edition:1905, Page No:84

[44]ابن عبد البر أبو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر (ت ۴۶۳ھ)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب:4/77

Ibn Abd al-Bar Abu Omar Yusuf Ībn Abdullah Ībn Muhammad ( 463 AH), Al-Esteāb fī marifatī ul Ashāb,Page No: 4/77

[45]ابن اثیر، أبو الحسن، عز الدین، علی بن أبی الکرم، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ:4/209، ابن عبد البر أبو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر (ت ۴۶۳ھ)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب:4/77

Ibn Athir, Abu al-Hasan, Izz al-Din, Ali bin Abi al-Karam, Asad al-Ghāaba fi Ma'rifat al-Sahāba, 4/209

[46] سہیلی، ابوالقاسم عبدالرحمن، الروض الآنف فی شرح السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ,بیروت :دار إحیاء التراث العربی، 1412ھ، 54/1

[47] ابن عبد البر أبو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر (ت ۴۶۳ھ-)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، :77/4

[48] ابن اثیر، أبو الحسن، عز الدین، علی بن أبی الکرم، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ: 210/4، ابن عبد البر أبو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر (ت ۴۶۳ھ-)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، :77/4

Ibn Athīr, Abu al-Hasan, Izz al-Dīn, Ali bin Abi al-Karam, Asad al-Ghāaba fi Ma'rīfat al-Sahāba, Volume & Page:4/210

Ibn Abd al-Bar Abu Omar Yusuf ibn Abdullah ibn Muhammad ( 463 AH), Al-Esteāb fī marīfatī ul Ashāb, Volume & Page:4/77

[49] ابن عبد البر أبو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر (ت ۴۶۳ھ-)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، :77/4

Ibn Abd al-Bar Abu Omar Yusuf ibn Abdullah ibn Muhammad ( 463 AH), Al-Esteāb fī marifatī ul Ashāb, Volume & Page:4/77

[50] ابن اثیر، أبو الحسن، عز الدین، علی بن أبی الکرم، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ ترجمہ نمبر: ۵۱۶۳، ذہبی، شمس الدین، أبو عبد اللہ، محمد بن احمد بن عثمان (متوفی: 748ھ)، تجرید أسماء الصحابۃ، دار المعرفۃ، بیروت، س ن: ۱۰۰/۲

Ibn Athīr, Abu al-Hasan, Izz al-Din, Ali bin Abi al-Karam, Asad al-Ghaaba fī Ma'rifat al-Sahāba, Turjma No.5163

Dhahbī, Shams al-Dīn, Abu Abdullah, Muhammad bin Ahmad bin Uthman (748 AH), Tajreed Asmā al-Sahāba,Dar ul Marīfā, Berot ,No mention Publishing year, Volume & page:2/100

[51] ابن اثیر، أبو الحسن، عز الدین، علی بن أبی الکرم، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، ترجمہ نمبر: ۴۵۲۱، أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر بن حمدان أبو الحسین القدوری (المتوفی: 428ھ-)، التجرید: محقق: محمد أحمد سراج، د علی جمعۃ محمد دار السلام - مرکز الدراسات الفقہیۃ والاقتصادیۃ، ،القاہرۃ الطبعۃ: الثانیۃ، 1427ھ-- 2006م: ۳۷/۲

Ibn Athīr, Abu al-Hasan, Izz al-Din, Ali bin Abi al-Karam, Asad al-Ghāaba fi Ma'rīfat al-Sahāba, Turjma No.4521

Ahmed bin Muhammad bin Ahmed bin Jaafar bin Hamdān Abu Al-Husseīn Al-Quddurī (died: 428 AH), Al Tajreed, Researched by: Muhammad Ahmed Sīrāj, Dr. Ali

Juma' Muhammad Dar al-Salāam - Center for Jurisprudence and Economic Studies, Caīro, Edition: II, 1427 AH - 2006 AD ,Volume & page: 24/37

[52] ابن ہشام، عبد الملک بن ھشام ,السیرۃ النبویۃ: ۲۲/۲، ۱۷۵/۲

Ibn Hīshām, Al-Sīrat al-Nabāwīyyāh, Volume & page: 2/175,2/22

[53] بخاری، محمد بن إسماعیل بن إبراھیم بن المغیرۃ البخاری، أبو عبد اللہ، صحیح البخاری، حدیث نمبر: 3841

Bukharī, Muhammad bin Ismail, Sahīh Al-Bukharī, Hadith No:3841

[54] أبو حاتم، سھل بن محمد عثمان، کتاب المعمرین، ص:۷۷

Abu Hatīm, , Kītāb al-Mu'mārīn , Page No:77

[55] بخاری، محمد بن إسماعیل بن إبراھیم بن المغیرۃ البخاری، أبو عبد اللہ، صحیح البخاری، حدیث نمبر: 498

Bukhārī, Muhammad bīn Īsmail, Sahīh Al-Bukhārī, Hadith No:498

232ابن حجر العسقلانی، الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ: 1/448

Ibn Hajar al-Asqalānī, Al-Isabāh fī Tamī'iz al-Sahāba: 1/448

[57] ابن حجر العسقلانی، الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ: 1/98

Ibn Hajar al-Asqalānī, Al-Isabāh fī Tamī'iz al-Sahāba: 1/98

[58] امام بخاری رح کی کتاب میں اس کا مدار لیث پر ہے عن المقری عن شریک عن انس ہے۔ امام بخاریؒ نے اسے تعلیقا بھی ذکر کیا ہے۔ مسلم نے بروایت سلیمان بن المغیرہ عن ثابت عن انس موصولا نقل کیا ہے۔ بخاری، محمد بن إسماعیل بن إبراھیم بن المغیرۃ (ت ۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح: کتاب العلم باب ما جاء فی العلم، حدیث نمبر: ۶۳، نسائی اور بغوی نے بطریق عبید اللہ بن عمر عن سعید عن ابی ہریرہ وعروہ، وہ دونوں روایت کرتے ہیں۔ بحوالہ نسائی، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعیب بن علی الخراسانی، (ت ۳۰۳ھ) ، السنن، تحقیق: عبد الفتاح أبو غدۃ، کتاب الصیام باب وجوب الصیام، حدیث نمبر: ۲۰۹۱

Bukhārī, Muhammad bin Ismaīl, Sahīh Al-Bukhārī, ktab aleīlm bab ma ja' fay aleīlm , Hadith No.63, Nasa'ī, Abu Abd al-Rahman Ahmad ibn Shuaīb ibn Ali al-Khorasanī, (303 AH), Al Sunan, Researched by: Abd al-Fattāh Abu Ghāda,kitab Ul Syiām, Bab wajoob al siyām,Hadith No.2091

„ Hadith No.: 2091

[59] المتقی الھندی، کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، حدیث نمبر:۱۳۷۳، عسقلانی، احمد بن علی ابن حجر (متوفی:852ھ)، فتح الباری دار المعرفۃ-بیروت:۳/۱۵۳

Muttāqi Al-Hindī, kanz ul aumāal fī sunan al'aqwāl wal'afeāl, Hadith No.1373, Asqalanī, Abu Al-Fadhal, Ahmed bin Muhammad bin Muhammad bin Hajar, Fath Al-Bārī, Volume & Page No.3/ 153

[60] ابن اثیر ،اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ ، دار الفکر- بیروت،1989م :ترجمہ نمبر:۲۵۶۷، ابن عبد البر ,الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب:۲۷۰/۱، قدوری,التجرید:ص/ج:۱/۲۸۲

Ibn Athīr, Abu al-Hasan, Izz al-Din, Ali bin Abi al-Karam, Asad al-Ghāaba fī Ma'rīfat al-Sahāba, Turjma No.2567

Ibn Abd al-Bar, Al-Esteāb fī marifatī ul Ashāb, Volume & Page:1/270, Al-Quddurī ,Al Tajreed,Volume & page: 24/37